Md Minhajuddin
Guest Teacher, Department of Urdu.
D. B. COLLEGE, JAYNAGAR
LNMU, DARBHANGA (BIHAR)

اردو غزل: فن اور روایت

(۱)

غزل اردو شاعری کی سب سے مقبول صنف ہے، بقول پروفیسر رشید احمد صدیقی ''غزل اردو شاعری کی آبرو ہے۔ غزل ایک ایسی صنف شاعری ہے جسے ہر عہد میں یکساں مقبولیت حاصل رہی ہے، اور ہر دور کے شعرا نے اس صنف شاعری کو وسیلۂ اظہار بنا کر وسعت اور توانائی بخشی ہے۔

غزل عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی عورتوں سے باتیں کرنا یا محبوب سے باتیں کرنا یا عورتوں کی باتیں کرنا۔ غزل اس چیخ کو بھی کہا جاتا ہے جو شکار ہوتے ہوئے ہرن کے منہ سے نکلتی ہے۔ اصطلاح شاعری میں غزل سے مراد وہ صنف شاعری ہے جس کا ہر ایک شعر منفرد اور مکمل ہو، اس میں عشق و عاشقی کی باتیں بیان ہوئی ہوں خواہ وہ عشق حقیقی ہو یا عشق مجازی۔ قصیدہ جب عربی سے فارسی میں آیا تو قصیدہ کا پہلا حصہ یعنی تشبیب قصیدہ سے الگ ہو کر ایک نئے روپ میں جلوہ گر ہوا جسے غزل کا نام دیا گیا، یہ غزل فارسی سے اردو میں آئی۔ دنیا میں صرف فارسی اور اردو زبان کو ہی یہ وقار حاصل ہے کہ غزل جیسی لازوال اور لچکدار صنف شاعری نے اس کے دامن کو وسعت عطا کیا ہے، بقول پروفیسر خواجہ اکرام الدین:

> ''دنیا کی تمام زبانوں میں صرف فارسی اور اردو کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں غزل جیسی مترنم، نغمہ ریز، موسیقیت، شعریت، رمزیت و ایمائیت اور شعور و وجدان سے بھرپور اور جذبۂ واحساس کو چھو لینے والی صنف موجود ہے، جس کے آئینے میں انسان اور انسانی تہذیب اپنا عکس دیکھ سکتی ہے۔ حیات و کائنات کی پراسرار اور تہہ در تہہ پیچیدگیوں اور اس کی انتہاؤں اور وسعتوں کی طرح غزل بھی وسیع تر پس منظر رکھتی ہے۔ غزل کے مضامین اتنے ہی وسیع اور متنوع ہیں جتنی خود انسانی زندگی کے شب و روز۔''　　　　(اردو کی شعری اصناف؛ ص۔۱۳)

ہیئت کے اعتبار سے غزل ایک ایسی صنف شاعری ہے جو چند اشعار پر مشتمل ہو، غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں، بعد کے اشعار میں ہر شعر کا دوسرا مصرعہ آپس میں ہم قافیہ یا ہم قافیہ وہم ردیف ہوتا ہے، ردیف نہ ہونے کی صورت میں ہم قافیہ ہونا لازمی ہے۔ آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے مقطع کہلاتا ہے، اگر تخلص نہ آئے تو وہ بھی ایک شعر ہوگا نہ کہ مقطع۔ کبھی کبھی ایک غزل میں دو مطلع بھی ہوتے ہیں دوسرے مطلع کو حسن مطلع کہا جاتا ہے۔ ایک غزل کسی ایک بحر میں ہی لکھی جاتی ہے۔

موضوع کے اعتبار سے غزل کا ہر شعر ایک مستقل اکائی کی حیثیت رکھتا ہے، ہر شعر کا مفہوم الگ ہوتا ہے، غزل کی یہ ایک اہم خصوصیت ہے کہ غزل چاہے جتنی بھی طویل ہو لیکن اس کا ہر شعر ہر اعتبار سے ایک دوسرے سے لاتعلق ہوتا ہے۔ ایک شعر میں کسی موضوع کی تکمیل ایک مشکل اور نازک عمل ہے، قادرالکلام شاعر اپنی بصیرت اور قادرالکلامی سے دریا کو قطرے میں بند کرتا ہے اور فن کے اس پل صراط کو پار کرتا ہے۔ غزل میں کم سے کم الفاظ میں اہم اور فکر انگیز خیالات پیش کرنے میں شاعر کی فنکاری کا امتحان ہوتا ہے۔ شاعری کی مختلف صنعتوں، تشبیہات وعلامات، استعارات وکنایہ وغیرہ سے کم الفاظ میں گہرے افکار پیش کئے جاتے ہیں، گو کہ غزل کی زبان اشاراتی ہوتی ہے، استعاراتی اور علامتی ہوتی ہے، اس فن کی نزاکت کی مناسبت سے الفاظ کی لطافت اور نزاکت بے حد ضروری ہے۔ بقول شاعر کہ:

ہم سے پوچھو کہ غزل کیا ہے غزل کا فن کیا

چند لفظوں میں کوئی آگ چھپا دی جائے (جاں نثار اختر)

غزل اردو شاعری کی ایک اہم صنف ہے جسے شروع سے ہی مقبولیت حاصل رہی ہے، ابتدائی غزلوں میں حسن وعشق ہی لازمی موضوع رہا اور آج بھی یہ ایک اہم موضوع ہے لیکن دھیرے دھیرے اس کے دائرے میں وسعت آئی اور آج غزل کے لئے موضوع کی کوئی قید نہیں رہی، غزل ہر طرح کے موضوعات کی ترجمانی کا سب سے کارگر وسیلہ بن چکا ہے، زندگی اور زمانے، حیات اور کائنات یا تصوف کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہوگا جس کا ذکر غزل میں نہ ہوا ہو۔ غزل میں زندگی کے متنوع پہلوؤں کا ادراک اور اس کی ترجمانی موجود ہے۔ فلسفیانہ حقائق کی گہرائیاں بھی موجود ہیں، سماجی ومعاشرتی تقاضوں کا احساس بھی ہے، اس میں تاریخی واقعات بھی ملتے ہیں، ماحول کی عکاسی بھی ہوتی ہے، جمالیاتی پہلو بھی نظر آتے ہیں، غزل کا حسن ہے کہ یہ غم روزگار کو غم جاناں بنا دیتی ہے اور غم جاناں کو غم دنیا بنا دیتی ہے۔ گرچہ حالؔی نے غزل کو مخرب اخلاق کہا ہے تو کلیم الدین احمد نے نیم وحشی صنف کہا ہے جو

ہمیشہ سے زیر بحث مفروضہ رہا ہے،مگر اردو شاعری میں معیاری غزل کو ہمیشہ اعتبار حاصل رہا ہے اور مقبول عام رہی ہے۔

اجزائے غزل:

مصرع:

مصرع کے لغوی معنی کواڑ اور دروازہ کا پٹ کے ہوتا ہے،شعری اصطلاح میں شعر کے دو حصے ہوتے ہیں ہر ایک حصہ مصرع کہلاتا ہے،شعر کا ہر ایک لائن(Line) مصرع ہوتا ہے۔ پہلے مصرعے کو''مصرعہ اولیٰ یا صدر'' اور دوسرے حصے کو''مصرعہ ثانی یا عجز'' کہتے ہیں۔مثال۔

مصرع۔۱ نازکی اس کے لب کی کیا کہئے

مصرع۔۲ پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے (میرؔ)

شعر:

شعر کے لغوی معنی ہے دریافت کرنا،کسی باریک چیز سے واقفیت حاصل کرنا۔اصطلاح میں شعر وہ کلام موزوں ہے جو قصداً کہا جائے۔غزل کے ایک حصے کو شعر کہتے ہیں جو دو مصرعوں پر مبنی ہوتا ہے۔مثال۔مندرجہ ذیل ایک شعر کی مثال ہوئی۔

قیدِ حیات بند و غم اصل میں دونوں ایک ہیں

موت سے پہلے آدمی نجات پائے کیوں (غالبؔ)

(نوٹ:-۱؎ عام طور پر شعر کو بیت بھی کہا جاتا ہے مگر بیت کے لغوی معنی گھر کے ہیں،اور اصطلاح بیت وہ شعر ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔۲؎ شعر کی جمع اشعار ہوتا ہے۔)

قافیہ:

قافیہ لفظ قفا یا قفو سے مشتق ہے اور اس کے لغوی معنی پیچھے آنے والا یا پیروکار کے ہوتے ہیں۔اصطلاح میں قافیہ حروف اور حرکت کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس کی تکرار مختلف الفاظ کے ساتھ شعر کے آخر میں مسلسل طور پر بار بار آتے ہیں۔ یہ تکرار شاعری کا حسن ہے،شاعری میں ترنم اور تسلسل قائم رکھنے کے لئے قافیہ کا استعمال لازم و ملزوم ہے۔مثلاً دوا،ہوا،سوا،روا وغیرہ ہم قافیہ الفاظ ہیں۔

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا دیکھا،اس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا، پیری میں لیں آنکھیں موند یعنی رات بہت تھے جاگے، صبح ہوئی آرام کیا (میرؔ)

مندرجہ بالا اشعار میں ۔۔۔کام،تمام،آرام۔۔۔ہم قافیہ الفاظ ہیں۔

ردیف:

ردیف کے لغوی معنی گھڑسوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔شعری اصطلاح میں ردیف سے مراد قافیہ کے بعد آنے والے وہ الفاظ ہیں جو مکرر آتے ہوں، اور یکساں بھی ہوں۔گو کہ قافیہ کے بعد جو الفاظ مسلسل تکرار سے آئیں ردیف ہیں۔(نوٹ۔یہ ضروری نہیں کہ ردیف کسی غزل کے ہر مصرعے میں آئے)۔مثال۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا (غالبؔ)

اس شعر کے دونو میں مصرعوں میں موجود لفظ۔۔'کا'۔۔ردیف کہلائے گا۔

مطلع:

مطلع لفظ طلوع سے متعلق ہے، جس کے معنی ہیں ابتداء کرنا،شعری اصطلاح میں غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔مطلع کے دونوں مصرعے ہم قافیہ یا ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔مثال۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں (اقبالؔ)

حسن مطلع:

ایک غزل میں دو مطلع بھی ہوتے ہیں دوسرے مطلع کو حسن مطلع کہا جاتا ہے۔کچھ اہل علم ان دونوں مطلع میں جو خوب تر ہو اسے حسن مطلع کہنا پسند کرتے ہیں۔حسن مطلع کو زیب مطلع بھی کہا جاتا ہے۔یہاں تک کہ ہماری شاعری میں ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں پوری کی پوری غزل مطلع کے انداز میں لکھی گئی ہو،ایسی غزل کو'سندِ مطلع'یا'مطلع بند' کہیں گے۔

بیت الغزل:

غزل کے سب سے بہترین اور موثر شعر کو بیت الغزل کہتے ہیں، اس شعر کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی ہے، عام طور سے اسی ایک شعر سے غزل کی پہچان قائم ہو جاتی ہے۔مثلاً مجروح سلطانپوری کی غزل'جب ہوا عرفاں تو غم آرامِ جاں بنتا گیا' کا مندرجہ ذیل شعر دیکھیں۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر		لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

تخلص :

تخلص کو نگریزی میں Pen Name کہتے ہیں، تخلص وہ مختصر قلمی نام ہے جو شاعر یا ادیب اپنے اصل نام کے بجائے استعمال کرتے ہیں۔مثلاً الطاف حسین حاؔلی کا تخلص حاؔلی ،مرزا اسداللہ خاں غاؔلب کا تخلص غاؔلب ۔

مقطع :

غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص نظم کرتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔مقطع کے لغوی معنی قطع کرنے کے ہیں، چونکہ شاعری اپنی غزل کا اختتام کرر ہا ہوتا ہے اور اس اختتامی شعر میں اپنا تخلص استعمال کرتا ہے اس لئے اس آخری شعر کو مقطع کہا جاتا ہے۔مثال۔

بے خودی بے سبب نہیں غاؔلب		کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے		(غاؔلب)

☆☆☆☆☆